علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مضمون	:	اسلامی فقہ
سطح	:	بی۔اے
کوڈ	:	464
مشق	:	03
سمسٹر	:	بہار 2025ء

سوال نمبر1: ثبوت دعوی (دعوی کو ثابت کرنے کے اصول) کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس کے لیے کن ذرائع کو قابل قبول سمجھا جاتا ہے۔ قسم (حلف) کی شرعی اہمیت اور اس کے انکار کے قانونی اثرات پر تفصیلی بحث کریں۔ (20)

جواب۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورہ نور کے آغاز میں زنا کے جرم کی سزا بیان کرتے ہوئے اس کی سنگینی کی طرف توجہ دلائی ہے کہ یہ ایک ایسا مذموم فعل ہے جس سے انسانی نسب کی حرمت مٹ جاتی ہے معاشرے کی اعلیٰ اخلاقی اقدار تباہ ہوجاتی ہیں اور وہ بے حیائی اور بدکاری کی پست دلدلوں میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔

جس طرح زنا کاری ایک بدترین اخلاقی اور معاشرتی برائی ہے اسی طرح کسی پاک دامن عورت یا مرد پر زنا کی تہمت لگانا بھی بدترین اخلاقی اور معاشرتی جرم ہے قرآنکریم کی دورہ نورہی کی دوٓیات میں اس کی سنگینی کو واضح کرتے ہوئے دنیا و آخرت میں اس کی سزا سخت مقرر کی گئی ہے۔

قذف کے جرم کا ایک افسوس ناک پہلو ہے کہ اکثر معاشروں میں اسے معمولی بات سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اسلام نے اس کی سنگینی کو پوری طرح محسوس کیا ہے اور اس کے لیے سخت سزا مقرر کی ہے تا کہ لوگ محض حسد اور عدالت کی بنا پر دوسرے لوگوں کی عزت و ناموس سے نہ کھیلتے رہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: یعنی تم وہی الزامات اپنی زبانوں پر لاتے ہو اور بلا سوچے سمجھے منہ سے کہتے ہو اور اسے معمولی بات خیال کرتے ہو حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی (بری) بات ہے۔ الاحزاب، ۲۴: ۱۵۔

قذف کا لغوی اور شرعی مفہوم: عربی لغت کی رو سے قذف کے معنی "تیر مارنے یا پتھر پھینکنے" کے ہیں لیکن اسلامی شریعت کی اصطلاح میں قذف یہ ہے کہ: "کسی بے گناہ پر زنا کاری کا الزام لگایا جائے، خواہ وہ صراحتہً ہو جیسے کہا جائے تو کسی شخص کو اس کے باپ کے سوا کسی اور سے منسوب کرنا وغیرہ یہ سب صورتیں قذف کی ہیں کسی بے گناہ پر زنا کاری کی تہمت لگانے کو قذف (یعنی تیر مارنا یا پتھر پھینکنا ہے) اس لیے کہا جاتا ہے کہ کسی پر فعل بد کی تہمت لگانا ایسا ہی ہے جیسے یہ سوچے سمجھے بغیر کسی آدمی کو زور سے پتھر مارا جائے کہ وہ اسے کہاں لگے گا اور اس کے کیا نتائج مرتب ہوں گے۔

قرآن کریم میں قذف کے احکام: سورہ النور میں قذف کی احکام تفصیلے ساتھ بیان ہوئے ہیں لہذا مناسب ہوگا یہاں مذکورہ سورت کی متعلقہ آیات درج کی جائیں۔

ترجمہ: اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں ان کو اسی کوڑے مارو اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو اور وہ خود ہی فاسق ہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جس اس حرکت کے بعد تائب ہو جائیں اور اصلاح کر لیں کہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کے حق میں غفور و رحیم ہے۔ (النور، ۲۴۔ ۴)

ترجمہ: جن لوگوں نے بہتان باندھا ہے تم ہی میں سے ایک جماعت ہے اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھنا۔ بلکہ وہ تمہارے لیے اچھا ہے ان میں سے جس شخص نے گناہ کا جتنا حصہ لیا اس کے لیئے اس کے لیے اتنا وبال ہے اور جس نے ان میں سے اس بہتان کا بڑا بوجھ اٹھایا ہے اس کو بڑا عذاب ہوگا جب تم نے وہ بات سنی تو مامن مردوں اور عورتوں نے کیوں اپنے دلوں میں نیک گمان نہ کیا۔ اور (کیوں نہ) کہا کہ یہ صریح طوفان ہے یہ (افترا پرداز) اپنی بات (کی تصدیق) کے لیے چار گواہ کیوں نہ لائے تو جب یہ گواہ نہیں لا سکے تو خدا کے نزدیک یہی جھوٹے ہیں۔ (النور، ۲۴: ۱۱۔ ۱۳)

ترجمہ: اور اگر دنیا و آخرت میں تم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو جس شغل میں تم منہمک تھے اس کی وجہ سے تم پر بڑا سخت عذاب نازل ہوتا۔ جب تم اپنی زبانوں سے اس کا ایک دوسرے سے ذکر کرتے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہتے تھے جس کا تم کو کچھ علم نہ تھا اور تم اسے ایک ہلکی بات سمجھتے تھے اور خدا کے نزدیک وہ بڑی بھاری بات تھی اور جب تم نے اسے سنا تھا تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں شایاں نہیں کہ ایسی بات زبان پر لائیں۔ (پروردیگار) تو پاک ہے یہ تو (بہت) بڑا بہتان ہے۔ (النور: ۲۴: ۱۴۔ ۱۶)

ترجمہ: خدا تمھیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر مومن ہو تو پھر کبھی ایسا کام نہ کرنا اور خدا تمہارے سمجھانے کے لیے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی (یعنی تہمت بدکاری) پھیلے ان کو دنیا ار آخرت میں دکھ دینے ولا عذاب ہوگا اور خدا جانتا

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ہے اورتم نہیں جانتے اور اگرتم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو کیا کچھ نہ ہوتا مگر وہ کریم ہے) اور یہ خدا نہایت مہربان اور رحیم ہے۔ (النور،۲۴: ۱۷۔۲۲)

ترجمہ: جولوگ پاک دامن بے خبرعورتوں پرتہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا وآخرت میں لعنت کی گئی اوران کے لیے بڑا عذاب ہے (وہ اس دن کو بھول نہ جائیں) جب کہ اپنی زبانیں اوران کے اپنے ہاتھ اوران کے پاؤں ان کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے۔ (النور،۲۴: ۲۳۔۲۴)

قذف کی فقہی حیثیت:

قذف کا جرم جرائم حدود میں شامل ہے: اصطلاح شرح میں ''حد'' اس سزا کو کہتے ہیں جو حق اللہ کے طور پر مقرر کی گئی ہو جیسے بدکاری کی سزا ایک کوڑے یا رجم۔ یا پھر حس اس سزا کو کہا جاتا ہے جو انسان کی حق تلفی یا ایذادہی کی پاداش میں مجرم کو دی جاتی ہے تہمت لگانے کی سزا 80 کوڑے۔ اسلامی شریعت میں متعین ان سزاؤں کو حدود اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی ان کی حد یا مقدار مقرر فرما دی ہے جس سے تجاوز کرنے کی اجازت نہیں۔

ترجمہ: یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حد بندیوں سے تجاوز کیا، اس نے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان شرعی سزاؤں کا نام یعنی حد اس لیے رکھا گیا ہے کہ لفظ حد کے لغوی معنی روکنے کے ہیں اور یہ حدود سزائیں لوگوں کو کبیرہ گناہوں کے ارتکاب سے روکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قذف یعنی لوگوں پر تہمت لگانے کو قرآن مجید میں رمی سے تعبیر فرمایا ہے چنانچہ حد قذف کی متعلقہ آیتوں میں لفظ تین بار آیا ہے ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: یعنی جولوگ پاک دامن، سیدھی سادی اور باایمان عورتوں پر تہمت کا تیر پھینکتے ہیں۔

قرآن مجید کا یہ طرز بیان اس کمال بلاغت پر دلالت کرتا ہے چنانچہ دیکھیے جیسے تیر کمان سے نکل کر انسان کے اختیار سے باہر ہو جاتا ہے اسی طرح جب ہم کوئی لفظ بالتے ہیں تو ہمارے منہ سے نکلنے کے بعد وہ ہمارے اختیار میں نہیں رہتا بلکہ اپنے نشانے پر پہنچتا ہے اور لوگوں کے لیے اذیت بنتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے زنا کی تہمت لگانے کو رمی سے تعبیر فرمایا ہے۔ آیت میں دوسرا اہم نکتہ جس شخص پر زنا کا الزام لگایا جائے وہ خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کا حکم یکساں ہے لیکن یہاں اللہ تعالی نے خصوصیت سے عورت کا ذکر فرمایا ہے اور اسے محصنہ کے لفظ سے یاد کیا کیونکہ عورت پر بدکاری کی تہمت کا اثر اس کی اپنی ذات سے گزر کر اس کے اہل خانہ اور عزیز واقارب تک پہنچتا ہے لہذا اس لیے اس تہمت کی عار کا دور کیا جانا زیادہ ضروری ہے۔ آیت میں تیسری قابل غور بات یہ ہے کہ زنا کی تہمت لگانے والوں میں مردوں کا ذکر کیا گیا ہے یعنی وہ مرد جو تہمت لگاتے ہیں'' اس کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں میں عام طور پر شرم غالب ہوتی ہے چنانچہ وہ کسی پر زنا کا الزام نہیں لگاتیں تاہم احادیث شریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تہمت سے متعلق احکام کے بارے میں مردوں اور عورتوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

سوال نمبر2: قذف (جھوٹا الزام زنا) کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ قذف کی سزا اور اس کے اثرات پر تفصیلی گفتگو کریں۔ (20)

جواب۔

شاہد کا عادل ہونا ضروری ہے عدالت کا مفہوم یہ ہے کہ شاہد کی نیکیاں اس کی برائیوں سے زیادہ ہوں اور وہ کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور صغیرہ گناہوں کا بھی بار بار ارتکاب نہ کرتا ہو گواہ کی اس شرط کا مقصود اس کا گواہی میں سچا ہونا ہے کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ جو شخص اللہ سے کیے ہوئے وعدوں میں سچا ہو گا وہی انسانوں کے معاملات میں بھی سچا ہوگا۔ اگر عدالت کسی شاہد کے عادل ہونے سے خود ہی واقف ہو تو اس کے بارے میں تزکیہ کی ضرورت نہیں ہے اگر عدالت کو شاہد کے عادل اور سچا ہونے کا علم نہ ہو اور فریق مخالف اس پر اعتراض کرے تو قاضی اس کے حالات معلوم کرنے کیلئے تزکیہ کا طریقہ اختیار کرے گا ورنہ عام حالات میں مسلمان شاہد کے ظاہری طور پر عادل ہونے پر اکتفاء کرے گا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

تمام مسلمان ایک دوسرے کیلئے عادل ہیں ماسوا اس شخص کے جسے حد قذف لگائی گئی ہو۔ حدود اور قصاص میں قاضی گواہوں کے بارے میں تفتیش کرے گا اس لیے مکمل تفتیش ضروری ہے اور پھر وجہ بھی ہے کہ اس میں شبہ کی گنجائش ہے اگر فریق مخالف گوہوں پر اعتراض کرے تو پھر ان کے بارے مین خفیہ اور اعلانیہ دونوں طور پر تفتیش کی جائے گی کیونکہ وہ ظاہری صورتیں باہم مقابل ہیں قاضی ایک صورت کو ترجیح دینے کیلئے تفتیش کرے گا امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

تمام حقوق میں گواہوں کے بارے مین خفیہ اور اعلانیہ تفتیش ضروری ہے کیونکہ فیصلے کی بنیاد دلیل پے ہے اور وہ دلیل عادل گواہوں کی گواہی کے بارے میں ہے لہذا قاضی ان کے عادل ہونے کے بارے میں ضرور جاننے کی کوشش کرے گا کیونکہ اس طرح اس کا فیصلہ لاعدم ہو جائے گا موجودہ زمانے میں فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ خفیہ تزکیہ یہ ہیکہ قاضی اپنے خفیہ خط کا مزکی کی طرف روانہ کرے گا جس میں گواہ کا نسب، حلیہ، محلّہ وغیرہ کا ذکر ہوگا پھر وہ شخص کے بارے میں معلومات حاصل کر کے خط کا جواب لکھیں گے یہ سب خفیہ ہوگا کیونکہ اگر یہ بات افشا ہوگئی تو وہ اسے رشوت دینے کی کوشش کرے گا یا اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کر سکتا ہے۔

اعلانیہ تزکیہ یوں ہوگا کہ مزکی اور گواہ قاضی کے پاس اکھٹے لائے جائیں گے تا کہ یہ شبہ دور ہو جائے کہ اس نے کسی اور کا تزکیہ نہ کیا ہو۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختیاری مشقوں کے لیے آکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

شہادت کے اصول وقواعد:

☆شرائط شہادت:

الف) تحمل شہادت **ب)** ادائے شہادت

تحمل کا مفہوم گواہی کے محفوظ رکھنے اور یاد رکھنے کی اہلیت ہے اس اعتبار سے شاہد (گواہ میں جو شرائط پائی جانی چاہئیں ان کی بھی دو قسمیں ہیں۔

الف) تحمل شہادت **ب)** ادائے شہادت کی شرائط

☆تحمل شہادت کی شرائط:

☆ شاہد کسی واقعہ کو دیکھنے کے وقت اسے محفوظ رکھنے اور یاد رکھنے کا اہل ہو یعنی وہ عاقل اور بالغ ہو بچہ اور مجنون نہ ہو۔

☆ بینا ہو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بصارت شرط نہیں ہے۔

ب) ادائے شہادت کی شرائط: ادائے شہادت کی بعض شرائط عام ہیں اور بعض خاص ادائے شہادت کی عام شرائط درج ذیل ہیں۔

☆عام شرائط:

☆عقل: ادائے شہادت کے وقت شاہد کا عاقل ہونا ضروری ہے یعنی کہ وہ حالت جنون میں نہ ہو۔

☆بلوغ: بچہ کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

☆عدالت: شاہد (گواہ) کا عادل ہونا ضروری ہے۔

عدالت کا مفہوم یہ ہے کہ شاہد کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا ہو۔

☆ شاہد جس وقت گواہی دے اس وقت وہ اس امر واقعہ کو جس کی گواہی دے رہا ہے (مشہود حلیہ) بخوبی جانتا ہو اور اسے اچھی طرح یاد رکھتا ہو۔

☆ادائے شہادت کی خاص شرائط

☆الفاظ شہادت:

یعنی جب کوئی گواہی دے تو شہادت کے الفاظ کا استعمال کرے یعنی کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں۔

☆ شہادت اور دعویٰ میں مطابقت ہو۔

☆ شہادت عدالت کے روبرو ہو عدالت کے علاوہ کسی اور جگہ دی گئی شہادت کا اعتبار نہیں ہے۔

☆شہادت اور دعویٰ میں مطابقت: شہادت جب دعویٰ کے مطابق ہو تو اسے قبول کیا جائے گا اگر گواہی کیمطابق نہ ہو بلکہ مخالف ہو تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ حقوق العباد میں دعویٰ کا مقدم ہونا ضروری ہے پس جب شہادت دعویٰ کے مطابق ہو تو یہ شرط موجود ہوگی اور مخالف ہونے کی صورت میں شرط نہیں پائی جائے گی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدک دونوں گواہوں کا لفظاً و معناً متفق ہونا ضروری ہے لہذا اگر ایک گواہ نے ایک ہزار کیلئے گواہی دی اور دوسرے نے دو ہزار کیلئے تو امام صاحب کے نزدیک ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور امام یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ان کی گواہی تسلیم کی جائے گی لیکن صرف ایک ہزار میں بشرطیکہ مدعی دو ہزار کا دعویٰ کر رہا ہے دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ فلاں نے ایک گائے چرائی ہے لیکن ان میں اس کے رنگ کے بارے میں اختلاف ہے تو چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

☆وہ لوگ جن کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی: تحمل کے معنی ہیں شاہد کا گواہی کو محفوظ اور یاد رکھنا اور ادائے شہادت کا مفہوم ہے گواہ کا قانونی طریقہ عمل کے مطابق گواہی دے دینا شہادت کے ان دو پہلوؤں کے اعتبار سے گواہ کی حسب ذیل اقسام ہیں۔

☆ وہ شاہد جو اہلیت شہادت بھی رکھتا ہو اور ادائے شہادت کا بھی اہل ہو یعنی جو شخص جو عاقل بالغ اور عادل ہو۔

☆ وہ لوگ جو شہادت کی اہلیت رکھتے ہوں مگر شہادت دینے کے مجاز نہ ہوں جیسے وہ لوگ جن کو جرم قذف کے ارتکاب پر حد لگائی گئی ہو یا نابینا افراد۔

ان میں سب سے پہلی قسم یعنی وہ شاہد جو مکمل طور پر شہادت کے محفوظ رکھنے اور شہادت دینے کی اہلیت رکھتے ہوں ان کی شہادت پر عدالت میں فیصلہ کیا جا سکتا ہے اور ان کی شہادت میں توقف کیا جائے یہاں تک کہ ان کا سچا ہونا معلوم ہو جائے اگر ان کا جھوٹ ظاہر ہوا تو ان کی شہادت رد ہو جائے گی۔

☆نابینا کی شہادت: حضرت علیؓ کے پاس کسی نابینا شخص نے گواہی دی جس کے کلاف گواہی دی تھی اس نے کہا کہ یہ نابینا ہے حضرت علیؓ کو جب اس امر کی اطلاع دی گئی تو آپ نے نابینا کی گواہی رد کر دی حنفی فقہاء مسلک ہے کہ نابینا کی گواہی مقبول نہیں ہے کیونکہ ایسا شخص پوری طرح گواہی کو محفوظ نہیں رکھ سکتا۔

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک نابینا شخص کی گواہی مقبول ہے اس لیے کہ یہ ایسا عیب ہے جس سے اس کی عدالت مجروح ہوتی ہے۔

☆اس شخص کی شہادت جس کو حد قذف لگائی گئی ہو: اس سلسلے میں قرآن کریم کا فرمان ہے:

ترجمہ: اور جو لوگ پرہیزگار عورتوں پر بدکاری کا عیب لگائیں اور اس پر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی کوڑے مارو اور کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو اور یہی بدکردار ہیں تو وہاں جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور اپنی حالت سنوار لیں تو خدا بھی بخشنے والا مہربان ہے۔ (النور:۲۴:۴۔۵)

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 03435204551

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ان لوگوں کا ذکر فرمایا جن کی گواہی مقبول نہیں ہے تو آپ ﷺ نے اس شخص کا بھی ذکر کیا جس پر کوئی حد جاری ہوئی ہو۔

حضرت عمر بن الخطابؓ نے قضا سے متعلق جو خط حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو تحریر فرمایا تھا اس میں آپ ﷺ نے لکھا تھا:

مسلمان ایک دوسرے کے بارے میں عادل ہیں سوائے اس شخص کے جس پر کوئی حد جاری ہوئی ہو یا جس کی جھوٹی گواہی کا تجربہ ہو چکا ہو۔س امر پر اتفاق ہے کہ جس شخص کو زنا، مے نوشی یا تعزیری جرم کی حد جاری ہوئی ہے اگر وہ توبہ کر لے تو توبہ کے بعد اس کی گواہی قبول کی جائے گی لیکن جس شخص پر حد قذف کی سزا جاری ہوئی ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کی گواہی توبہ کے بعد بھی قابل قبول نہیں ہے جبکہ ائمہ ثلاثہ (امام املک، امام شافعی، ام محمدؒ) کے نزدیک توبہ کے بعد اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔

☆فاسق کی شہادت: فسق کے معنیٰ "اللہ کے حکم سے خارج ہو جانے کے ہیں بالفاظ دیگر اللہ کی نافرمانی کرنا فاسق ہے اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص ان امور کو انجام سے جن سے اللہ نے منع کیا ہے اور ان امور کو انجام دے جن کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک فاسق کی گواہی قابل قبول نہیں ہے لیکن اگر عدالت قبول کر کے فیصلہ دیدے تو شہادت صحیح قرار پائے گی اور فیصلہ نافذ ہو جائے گا۔

☆وہ افراد جن کی فسق کی بناء پر گواہی قابل قبول نہیں ہے: ☆ایسا شخص جو کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد اس کو چھپانے کی بجائے اس کا اظہار کرے۔

☆سود خور

☆جس کے بارے میں لوگوں میں معلوم ہو کہ وہ حرام کھاتا ہے۔

☆یتیم کا مال کھانے والا۔

☆وہ شخص جس کی شراب نوشی کی عادت کا عام لوگوں کو علم ہو۔

☆جو شخص مے نوشی اور فسق و فجور کی مجالس میں شرکت کرتا ہو اگرچہ خود مے نوشی نہ کرتا ہو۔

☆جو شخص بلا عذر نماز، روزہ جیسے مقررہ پر ادا کیے جانے والے فرائض میں تاخیر کا مرتکب ہوتا ہو۔

☆بہرے اور کم عقل شخص کی شہادت: امام احمد بن حنبلؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک گونگے کی گواہی مقبول نہیں ہے امام مالک اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر گونگے کے اشارے قابل فہم ہوں تو اس کی گواہی قابل قبول ہے۔اسی طرح بہرے کی گواہی بھی قابل قبول نہیں ہے کم عقل وہ شخص ہے جو عقل رکھتا ہو لیکن باؤلا ہو اور معاملات کو پوری طرح نہ سمجھتا ہو کم عقل کی گواہی قابل قبول نہیں ہے۔

☆متہم کی شہادت: اگر شاہد کسی ایسے شخص کے حق میں گواہی دے رہا ہو جو اس کا قریبی رشتہ دار ہے تو اس شہادت میں چونکہ رشتہ داری کی تہمت موجود ہے اس لیے یہ گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔اس لیے بیوی کی شوہر کے حق میں شوہر کی بیوی کے حق میں اور بیٹے کی باپ یا دادا کی بیٹے کے حق میں گواہی مقبول نہیں ہو گی نیز دشمن کے خلاف اور ظالم کی مظلوم کے خلاف گواہی قبول نہیں ہے۔

سوال نمبر 3 ثبوت دعوی کے لیے گواہی اور قرائن میں کیا فرق ہے؟ شرعی احکام کے مطابق وضاحت کریں۔

جواب:

اقرار اور اس کے بنیادی اصول: اقرار کے لفظی معنی اعتراف کے ہیں۔اور اسلامی قانون کی رو سے اس کا یہ مطلب ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کسی حق کو اپنے ذمہ لازم ہونے کا اقرار کر لے۔یا کسی کے جرم کے ارتکاب کا اعتراف کر لے اس امر کی دلیل یہ ہے کہ اقرار ،مُقر، (اقرار کرنے والا) کے حق میں کسی جرم کے ثابت ہونے یا اس پر کسی دوسرے کے حق کے لازم ہونے کا ایک قانونی طریقہ ہے۔جو کہ قرآن وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔قرآن مجید میں ہے:

والیملل الّذی علیه الحق ولیتق الله ربّی (البقرۃ: ۲۸۲) "جس شخص پر حق لازم ہو وہی اس کو لکھوائے"

اس آیت میں املاء کا حکم دیا گیا ہے املاء بھی اقرار ہی کی ایک صورت ہے۔اگر انسان کا اقرار بھی قابل قبول نہ ہو تو املاء کے کوئی معنی باقی نہیں رہتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حضرت ماعز اور غامدیہ نے جرم زنا کا اعتراف کیا اور آپؐ نے ان کے اعتراف پر ان پر حد جاری فرمائی۔اسی طرح آپؐ نے ایک صحابی حضرت انسؓ کو ایک متّھم عورت کے پاس اس حکم کے ساتھ روانہ فرمایا کہ اگر وہ بدرجہ اولیٰ لازم ہو سکتا ہے اور جہاں تک اجماع کا تعلق ہے۔تو صاف ظاہر ہے کہ تمام امت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اقرار ،مُقر (اقرار کرنے والے) کے حق میں حجت ہے۔

اقرار کنندہ کی شرائط: اقرار کرنے والے شخص (مقر) کا عاقل، بالغ اور آزاد ہونا ضروری ہے۔آزاد عاقل اور بالغ شخص اگر کسی کے حق کا اپنے ذمہ اقرار کرتا ہے تو اس کے ذمہ وہ حق لازم ہو جائے گا۔چاہے وہ حق جس کا اس نے اقرار کیا ہے۔

معلوم ہو یا غیر معلوم: یہ حق اقرار کرنے والے پر لازم ہو جاتا ہے۔جیسا کہ رسولؐ اللہ حضرت ماغذ پر ان کے اقرار کی بنیاد پر رجم کی سزا کو نافذ فرمایا۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ،بی ایڈ،بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبرز پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اقرار دراصل کسی دوسرے شخص کے حق کی اطلاع وخبر ہوتی ہے۔اور اقرار کنندہ کا اقرار صرف اس کے اپنے حق میں تو حجت ہوگا دوسرے کسی شخص کے حق میں حجت نہ ہوگا۔لہٰذا اقرار کنندہ کو اس کے اقرار کی بنیاد پر سزا دی جا سکتی ہے۔لیکن اس کے اقرار کو بنیاد بنا کر کسی دوسرے مرد،عورت کو سزا نہیں دی جا سکتی۔ہاں اگر دوسرا فریق بھی اپنے حق میں جرم کا اقرار کرلے تو پھر اس کو بھی سزا دی جائے گی۔اقرار کے لیے عاقل اور بالغ ہونا شرط ہے۔اس لیے کسی بچے اور مجنون کا اقرار ان کے حق میں موثر نہیں ہوتا۔اگر بچے کو تصرفات کی اجازت ہو تو پھر اس کا اقرار اس کے حق میں حجت ہوگا۔اس لیے بعض اوقات حق نامعلوم ہونے کے باوجود لازم ہو جاتا ہے۔مثلاً نابالغ بچے نے کوئی مال ضائع کردیا ہو اور وہ اس کی قیمت نہیں جانتا یا کسی کو زخمی کردیتا ہے اور اس زخم کا تاوان کتنا ہے۔یہ نہیں جانتا یا لین دین کے معاملہ میں اس کے ذمے کسی کا قرض ہو جو اسے یاد نہیں کہ کتنی رقم ہے اور اقرار چونکہ ثبوت حق کے بارے میں خبر دینا ہے۔لہٰذا مجہول شے ءکا اقرار درست ہوگا۔

البتہ اگر اقرار کنندہ، مقرلہ (جس کے حق میں اقرار کیا جائے) کو نہیں جانتا تو اقرار نافذ نہ ہوگا۔اس لیے مجہول شخص کسی حق کا مستحق نہیں بن سکتا۔لہٰذا اس سے کہا جائے گا کہ وہ مجہول کو واضح کرے۔اس لیے کہ جہالت اور عدم واقفیت کا اظہار اس کی طرف سے ہے تو اس کی مثال اس شخص کی مانند ہوگی۔جس نے اپنے دو غلاموں میں سے کسی ایک کو آزاد کردیا ہو (تو اس سے کہا جائے کہ وہ اس غلام کی نشاندہی کرے جسے اس نے دونوں میں سے آزاد کردیا ہے) اگر اقرار کنندہ مقرلہ کی نشاندہی نہیں کرتا تو قاضی اسے اس پر مجبور کرے گا۔اسلئے کہ اس نے جو اقرار کرلیا ہے وہ اس اقرار سے جو چیز اس پر لازم ہوئی ہے اس سے نکلنا اب خود اس پر لازم ہے اور یہ صرف بیان اور وضاحت سے ہی ممکن ہے۔

اگر اقرار کنندہ نے یہ کہا کہ فلاں شخص کی میرے ذمہ پر کوئی چیز لازم ہے تو اسے کہا جائے گا کہ وہ اپنے اقرار کی وضاحت کرے۔اور اگر اس نے وضاحت میں کسی ایسی چیز کا ذکر کیا جس کی بازار میں کوئی قیمت نہیں تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے اپنے اقرار سے رجوع کرلیا۔

اقرار کے بعد اگر مقرلہ اس سے زیادہ کا دعویٰ کرے جتنا کہ مقر نے اقرار کیا ہے تو اس صورت میں اقرار کنندہ کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔کیونکہ اس صورت میں وہ اضافہ کا منکر ہے۔اقرار کنندہ یہ کہے کہ فلاں شخص کا مجھ پر یا میری طرف کچھ ہے۔تو اسے قرض کا اقرار سمجھا جائے گا۔اس لیے وہ ضمان کے بارے میں خبر دیتا ہے۔اور اگر اقرار کنندہ نے "میرے اوپر لازم ہے" جیسے الفاظ کے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ وہ مال جس کا وہ اقرار کررہا ہے۔ودیعت ہے تو اس کی یہ بات تسلیم کی جائے گی۔اسلئے کہ یہ لفظ مجازاً اس کا احتمال رکھتا ہے۔اس مضمون سے مراد اس ودیعت کی حفاظت ہوسکتی ہے اور مال ایسی چیز ہے جس کی حفاظت کی جاتی ہے۔لہٰذا اگر وہ ودیعت کا لفظ اپنی بات سے ملا کر کہہ دے تو اس کی بات مانی جائے گی۔لیکن جدا کرکے کہے تو بات نہیں مانی جائے گی۔

اگر اقرار کنندہ سے کسی آدمی نے کہا کہ میرا تجھ پر ایک ہزار ہے اور اس نے جواب دیا کہ اسے وزن کرلے یا اس سلسلے میں مجھے مہلت دے دے۔یا کہا کہ میں نے تجھے یہ ادا کردیا تو اسے اقرار سمجھا جائے گا۔اس لیے کہ پہلے دوسرے لفظ میں اسے کنایہ ہے۔اس چیز سے جو کہ دعویٰ میں مذکور ہے تو گویا اس نے یہ کہا کہ اس ہزار کو گن لو اور جو تیرا قرض میرے ذمہ ہے اس وجہ سے اگر وہ حرف کنایہ کا ذکر کرے تو یہ اقرار درست نہ ہوگا۔اس لیے کہ اس صورت میں گویا وہ دعویٰ میں مذکور شے کا ذکر نہیں کررہا ہے۔

اسی طرح اس نے جو یہ کہا کہ مجھے مہلت دے دے تو مہلت اس چیز کی مانگی جاتی ہے جو کسی شخص کے ذمہ واجب ہو۔ادا بھی وہی چیز کی جاتی ہے جو کسی کے ذمہ واجب ہو اور اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ تو نے مجھے اس سے بری کردیا تھا۔اور اس اقرار کی مانند ہو جس میں وہ یہ کہے کہ میں نے تو ادا کردیا تھا۔اسی طرح اگر وہ صدقہ یا ہبہ کا دعویٰ کرتا ہے تو بھی اس کا اقرار سمجھا جائے گا۔کیونکہ مالک بنانے کا تقاضا یہ ہے کہ مال پہلے سے اس کے ذمے واجب ہو۔اس طرح یہ بھی اقرار سمجھا جائے گا کہ اگر وہ یہ کہے کہ میں نے تو اس چیز کی ادائیگی فلاں شخص کے ذمہ لگادی ہے۔

اگر کسی نے کسی حق کا اقرار کیا اور اس کے ساتھ متصلاً انشاء اللہ کہہ دیا تو یہ اقرار اس پر واجب نہ ہوگا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ انشاء کرنا یا تو اپنے اقرار کو باطل ٹھہرانا ہے یا اسے معلق کرنا ہے اور دونوں صورتوں میں اقرار باطل ہے۔اگر مقر نے اقرار کو مبہم رکھا تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس کا اقرار درست نہ ہوگا۔امام محمدؒ کہتے ہیں کہ درست نہ ہوگا۔

جرائم حدود کے بارے میں اقرار کے قواعد: جہاں تک ایسے جرائم کے اقرار کی شرطوں کا تعلق ہے جن کے ارتکاب سے حد واجب ہو جاتی ہے۔ان میں بعض تو تمام حدود سے متعلق ہیں۔جب کہ بعض شرطوں کا تعلق کسی خاص حد سے ہے۔جو شرطیں تمام حدود سے متعلق ہیں۔ان میں سے ایک بلوغت ہے۔چنانچہ کسی بھی حد کے ضمن میں نابالغ کا اقرار صحیح نہ مانا جائے گا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ حد کو واجب کرنے کے لئے جرم کا واقع ہونا ناگزیر ہے۔اور نابالغ کے فعل پر جرم کی اصطلاح صادق نہیں آتی۔لہٰذا نابالغ کا اقرار سراسر جھوٹ ہے۔دوسری شرط گویائی (نطق) ہے اور وہ یوں کہ اقرار خطاب اور بیان کے طریقے سے ہو،نہ کہ تحریر یا اشارے کے ذریعے سے۔اگر کوئی گونگا شخص ایک تحریر میں اپنا اقرار لکھ کردے یا اس جانب واضح اشارہ کردے تو اس پر حد عائد نہ ہوگی۔کیونکہ شریعت نے اقرار کے موجب ہونے کو قطعی اور واضح بیان سے مشروب کردیا ہے۔اگر کوئی شخص کسی حرام فعل کا اقرار کرے تو اس پر حد جاری نہیں کی جاتی۔تاوقتیکہ یہ کہ مراحت کے ساتھ زنا کے ارتکاب کا اعتراف نہ کرے۔

سوال نمبر 4: قصاص اور دیت میں قاتل اور مقتول کے ورثاء کے حقوق وفرائض کیا ہوتے ہیں؟ تفصیلی تجزیہ کریں؟ (20)

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

جواب۔

قتل سے مراد وہ قتل ہے جس پر اسلامی شریعت کے احکام مرتب ہوتے ہیں محض فعل قتل اور اس کی تفصیلات مراد نہیں ہیں۔

قتل کے جو اقسام بیان کی جارہی ہیں ان سے وہ اقسام مراد ہیں جو قتل ناحق کی ہوں اور اسلامی شریعت کے احکام ان سے تعلق رکھتے ہوں مثلاً قصاص دیت کفارہ اور میراث سے محرومی۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک قتل کی اقسام: امام ابوحنیفہ کے نزدیک قتل کی پانچ اقسام ہیں۔

1۔ قتل عمد 2۔ قتل شبہ عمد 3۔ قتل خطاء

4۔ قتل قائم مقام خطاء 5۔ قتل بسبب

قتل عمد: وہ قتل ہے جو قصداً اور ارادۃً اور ارادہ کسی دھار والے ہتھیار سے اور قتل کرنے کے ارادے سے کیا جائے یا ایسی چیز سے جو دھار والا آلہ کے قائم مقام ہو۔ جیسے دھار دار لکڑی، بانس کا پھڑا، پتھر کا باریک دھار دار ٹکڑا یا مثلاً آگ میں جلا دینا۔ اتنی اونچی جگہ سے گرا دینا جہاں سے گر کر آدمی ہلاک ہو جاتا ہے۔

اس قتل کو قتل عمد اس لیے کہا جاتا ہے کہ عمد کے معنی قصداً اور ارادۃً کے ہیں اور ظاہر ہے کہ قصد اور ارادہ کی خبر اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک اس کی واضح دلیل موجود نہ ہو اور وہ دلیل ایسے مہلک اور دھار دار آلہ کا استعمال کرنا ہے جو قتل کا ذریعہ بنا۔ لہذا ایسی صورت میں قاتل اور بالارادہ قتل کرنے والا سمجھا جائے گا۔

قتل عمد سے متعلق احکام:

الف۔ قتل عمد پر جو احکام مرتب ہوتے ہیں۔ ان میں سب سے پہلا حکم قاتل کا گنہگار ہونا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے اسی میں پڑا رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہو، اور اس پر لعنت کی ، اور اس کے واسطے بڑا عذاب تیار کیا۔ (النساء ۴۔۹۳)

ب۔ قتل عمد کا دوسرا نتیجہ اور حکم قصاص ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اے ایمان والو! تم پر مقتولین کے بارے می؟ں قصاص فرض کر دیا گیا ہے۔ (البقرہ ۲۔۱۷۹)

اللہ کے اس حکم کو قتل عمد کی قید کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

" قتل عمد کا حکم قصاص ہے "

نیز اس لیے بھی کہ عمد اور قصد کی صورت میں ہی کامل جرم ہوتا ہے۔

ج۔ قتل عمد کے احکام میں سے یہ بھی ہے کہ قاتل اگر مقتول کے ورثاء میں سے ہے تو اس کی وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔ پھر قصاص ساقط ہو جاتا ہے اگر مقتول کے ورثاء معاف کر دیں۔ اس سے کسی قسم کا کوئی معاوضہ اور تاوان وصول نہ کریں۔ یہ حق صرف مقتول کے ورثاء کو حاصل ہے۔

اس موقع پر یہ وضاحت ضروری ہے کہ قتل عمد میں اصلاً قصاص ہی واجب و لازم ہے۔ مقتول کے ورثاء کو قاتل سے دیت لینے کا حق اس صورت میں حاصل ہوتا ہے جب کہ قاتل بھی دیت دینے پر رضامند ہو۔ قاتل اگر دیت دینے یا کوئی دوسرا مالی تاوان دینے سے انکار کر دے تو پھر قصاص ہی لازم اور متعین ہو گا۔

د۔ قتل عمد میں کفارہ بھی نہیں ہے کیونکہ قتل عمد گناہ کبیرہ ہے اور کفارہ میں ایک حیثیت سے عبادت کے معنی پائے جاتے ہیں لہذا کفارہ کو قتل جیسی چیز کے ساتھ مربوط نہیں کیا جا سکتا۔

قتل شبہ عمد: قصد اور ارادہ کے ساتھ ایسی چیز سے قتل کرنا جو ہتھیار نہیں ہے اور نہ وہ چیز ہتھیار کے قائم مقام ہے کہ قصد اور ارادہ کے ساتھ ایسی چیز سے قتل کیا جائے جس سے عام طور پر انسان کی موت واقع نہیں ہوتی۔

مذکورہ بالا صورت کو قتل شبہ عمد کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ایسا آلہ استعمال کرنے کرنے کے سبب جس سے عام طور پر آدمی ہلاک نہیں ہوتا قصد اور ارادہ کے ساتھ قتل کرنے کے معنی ادھورے اور نا تمام رہ جاتے ہیں کیونکہ ایسے آلے کے ساتھ مارنے سے قتل کے علاوہ کوئی مقصد بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً تدیب، ڈانٹ ڈپٹ، خوف زدہ کرنا، لہذا اگر ایسے آلے سے مارنے کی وجہ سے موت واقع ہو گئی تو ایسا قتل شبہ عمد کہلائے گا۔

قتل شبہ عمد سے متعلق احکام:

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

الف۔قتل شبہ عمد پر مرتب ہونے والا سب سے پہلا حکم شدید گناہ ہے کیونکہ اس نے ارادۃً ایک ناحق جان کو قتل کیا ہے۔قاتل نے جو ضربیں لگائیں ہیں جس سے مقتول کی موت واقع ہوئی ہے وہ ارادہ کے بغیر نہ تھیں۔

ب۔قاتل پر کفارہ واجب ہو جاتا ہے اس لیے کہ قتل کو کسی نہ کسی حد تک قتل خطا کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔

ج۔قاتل کی مددگار برادری پر دیت مغلظہ واجب ہوگی۔

د۔قاتل اگر مقتول کے ورثا میں سے ہے تو اس کی میراث سے محروم ہو جائے گا کیونکہ میراث سے محرومی اس قتل کی سزا ہے اور اس میں شبہ پیدا ہونا قصاص کو ساقط کرنے کے لیے موثر ہے (یعنی شبہ کے باعث قصاص کی سزا ختم ہو جائے گی) مگر میراث سے محرومی کے معاملہ میں اثر انداز نہ ہوگا۔

قتل خطاء: قتل خطا کی دو صورتیں ہیں۔

اول: خطافی القصد یعنی قاتل کے قصد اور ارادے میں خطا اور غلطی واقع ہو جائے اس کی صورت یہ ہے مثلاً کسی چیز کو شکار خیال کرتے ہوئے تیر چلایا فائر کیا مگر اتفاق سے وہ آدمی نکلا۔بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شکار نہیں بلکہ آدمی تھا۔

دوم: قتل خطاء کی دوسری صورت باعتبار فعل کے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ کسی نے اپنے نشانہ پر تیر چلایا (یا فائر کیا) لیکن نشانہ چوک جانے کے باعث وہ گولی یا تیر کسی آدمی کے لگ گیا، یا کسی شخص نے لکڑی چیرنے کی خاطر لکڑی پر کلہاڑی ماری مگر وہ غیر ارادی طور پر وہ کلہاڑی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر قریب موجود کسی شخص کے سر میں جا لگی جس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو یہ صورت قتل خطاء فیل الفعل ہوگی۔(یعنی قصد اور ارادہ کے بجائے عمل میں خطا واقع ہوگئی)

قتل خطاء سے متعلق احکام: قاتل کی مددگار برادری پر دیت لازم ہوگی۔

قاتل اگر مقتول کے ورثاء میں ہے تو اس کو مقتول کی میراث سے محروم کر دیا جائے گا۔

قتل خطاء کی دونوں صورتوں میں یعنی خطاء چاہے قصد اور ارادہ میں واقع ہوئی ہو یا فعل میں واقع ہوئی ہو قاتل گنہگار نہیں ہوگا۔کیونکہ اس نے کسی بھی اعتبار سے قتل کا ارادہ نہیں کیا تھا۔

قتل قائم مقام خطاء: قتل کی چوتھی قسم قائم مقام خطاء ہے اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص سویا ہوا تھا اس نے کروٹ لی اور کروٹ لیتے ہوئے دوسرے شخص پر گر گیا اور اس کے بوجھ سے وہ آدمی ہلاک ہو گیا۔یا مثلاً کوئی شخص کسی عمارت کی چھت پر سے کسی دوسرے آدمی پر گرا، جس پر گرا وہ مر گیا، یا کسی بلند جگہ پر کھڑے ہوئے آدمی کے ہاتھ سے کوئی چھری پتھر یا وزنی لکڑی وغیرہ چھوٹ کر نیچے موجود کسی شخص پر گری اور وہ اس کی چوٹ سے مر گیا یا ایک شخص کسی سواری کے جانور پر سوار تھا۔جانور نے کسی آدمی کو کچل دیا اور وہ مر گیا۔یہ سب صورتیں قائم مقام خطا کی ہوں گی۔

قتل قائم مقام خطاء سے متعلق احکام:

الف۔قتل قائم مقام خطاء کسی صورت میں بھی قصاص لازم نہیں ہوگا البتہ دیت لازم ہوگی۔

ب۔قاتل پر کفارہ بھی واجب ہوگا۔

ج۔قاتل اگر مقتول کے ورثاء میں سے ہے تو اس کی میراث سے محروم ہو جائے گا۔

قتل بسبب: قتل کی پانچویں قسم قتل بسبب ہے یعنی کسی سبب کے پیش آجانے کے باعث کوئی شخص ہلاک ہو جائے اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے کسی دوسرے آدمی کو ملک میں کوئی گڑھا کھود دیا اور کوئی شخص اس میں گر کر ہلاک ہو گیا یا کسی کی زمین جگہ یا راستہ میں کوئی وزنی پتھر ڈال دیا، کسی کو اس سے ٹھوکر لگی وہ مر گیا تو یہ قتل قتل بسبب کہلائے گا۔

قتل بسبب سے متعلق احکام:

الف۔مددگار برادری پر دیت لازم ہوگی۔

ب۔کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

ج۔اگر قاتل مقتول کے ورثاء میں سے ہے تو اس کی میراث سے محروم نہیں ہوگا۔

امام شافعی کے نزدیک قتل کی قسمیں: امام شافعی کے نزدیک تین قسمیں ہیں جس پر قصاص، دیت کفارہ وغیرہ کے احکام مرتب ہوتے ہیں۔

1۔ قتل عمد

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

2۔ قتل شبہ

3۔ قتل خطاء

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی قتل کی انہی تین قسموں کے قائل ہیں جو اوپر بیان کی گئی ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ قتل کی صرف دو قسموں کے قائل ہیں۔

1۔ قتل عمد

2۔ قتل خطاء

قتل عمد کے علاوہ قتل کی باقی جن صورتوں میں جو دیت لازم ہوتی ہے اس کی ادائیگی تین سال کے عرصہ میں (مقتول کے ورثاء کو) ادا کی جائے گی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور خلافت میں یہی طے کر دیا تھا اور یہ تین برس کی مدت اس وقت سے شمار ہوگی جب قاتل مقتول کے درمیان اس بات کا فیصلہ ہو یا عدالت یہ فیصلہ صادر کر دے۔ یہ نہیں قتل کے وقت سے اس مدت کو شمار کیا جائے۔

قصاص کے لیے شرائط: قتل عمد میں قصاص واجب ہونے کی پانچ شرطیں ہیں۔ مندرجہ ذیل پانچ شرائط پائی جائیں گی تو قصاص واجب ہوگا۔

1۔ قتل کرنے والا بالغ ہو بچہ نہ ہو۔

2۔ قتل کرنے والا عاقل ہو، پاگل اور دیوانہ نہ ہو۔

3۔ قتل کرنے والا مقتول کا باپ نہ ہو۔

4۔ مقتول ایمان یا امان عہد ذمہ کی وجہ سے محفوظ و مامون ہو۔

یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک ہے لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس طرح ایک آزاد شخص کے بدلے آزاد شخص کو قتل کیا جائے گا اسی طرح اگر ایک آزاد شخص نے کسی غلام کو قتل کر دیا تو اس آزاد کو مقتول غلام کے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ نیز فقہ حنفی کی رو سے اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہری کو اگر کوئی مسلمان قتل کر دے تو اس مسلمان کو غیر مسلم شہری کو اگر کوئی مسلمان قتل کر دے تو اس مسلمان کو غیر مسلم شہری کے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ اور اگر اسلامی ریاست کا ایک غیر مسلم شہری دوسرے غیر مسلم کو قتل کر دے تو وہ بھی قصاص میں قتل کیا جائے گا۔

سوال نمبر 5: زنا اور قذف کے مقدمات میں گواہی کے معیار پر اسلامی فقہ کی روشنی میں گفتگو کریں۔

جواب۔

اوّل: زنا کی وہ قسم جس میں حد کی شرائط پوری نہ ہونے کی وجہ سے متعین سزا یعنی حد جاری نہیں ہو سکتی یا ثبوت جرم میں ایسا شبہ پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔

دوم: قذف کی ایسی صورتیں جن میں نفاذ حد کی شرائط پوری نہیں ہوتیں یا قذف کے ثبوت میں ایسا شبہ ہے کہ جس کی وجہ سے حد تو ساقط ہو جاتی ہے لیکن ایسی اخلاقی جرائم میں تعزیری سزا دی جا سکتی ہے۔

☆ **زنا جس میں حد نہیں:** زنا میں نفاذ حد کیلئے بعض شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ایک شرط یہ ہے کہ جرم کے ثبوت میں کوئی ایسا شبہ نہ ہو جس کی وجہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے مثلاً مرینہ عورت زندہ ہو جرم کا ارتکاب مرد نے کیا ہو اور بدکاری کا ارتکاب فطری طریقے سے ہوا ہو اور اگر ثبوت جرم میں شبہ واقع ہو جائے تو حد ساقط ہو جائے گی اسی طرح مردہ عورت کے ساتھ زنا کیا یا وہ فطری طریقہ نہ ہو تو مجرم پر حد جاری نہ ہوگی چونکہ ان صورتوں میں مجرم نے ایک جرم کا ارتکاب کیا ہے لہذا وہ مستوجب تعزیر ہوگا۔

☆ **شبہ اور اس کا اثر:** شریعت اسلامیہ کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے تاہم اسے تعزیری سزا دی جا سکتی ہے ارتکاب زنا میں شبہ کی بعض اقسام یہ ہیں۔

☆ **شبہ فعل:** اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی کسی ایسی عورت سے دوران مجامعت کرے جسے اس نے تین طلاقیں دے دی ہوں یا وہ عورت جس سے خلع حاصل کر لیا ہو ان صورتوں میں اگرچہ طلاق واقع ہو چکی ہے لیکن پھر بھی بعض احکام باقی ہوتے ہیں بشرطیکہ مجرم نے ایسے حالات میں اس فعل کو جائز سمجھ لیا ہو کیونکہ جواز کا شبہ موجود ہے لہذا یہ شبہ حد کو ساقط ہونے کا سبب بن سکتا ہے تاہم مجرم کو تعزیری سزا دی جائے گی۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0334-5504551
Download Free Assignments from
solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

☆**شبہ ملک:** شبہ ملک یا شبہ فی المحل یہ ہے کہ ایک شخص نے کنایہ کسی عورت کو طلاق بائن دے دی ہو پھر اس سے مجامعت کر لی تو اس صورت میں حد ساقط ہو گی یہاں مجرم کو ایک طرح کا ملک تمتع حاصل ہے یا اس شبہ موجود ہے ایسی صورت میں سقوط حد کیلئے ضروری نہیں کہ مجرم کو فعل کے جائز ہونے کا گمان ہو جیسا کہ شبہ فعل میں ہے۔

☆**شبہ نکاح:** ایسی عورت کے ساتھ صحبت کرے جس کے ساتھ اس نے گواہوں یا ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس طرح کے نکاح کے جواز اور عدم جواز میں علماء کے درمیان اختلاف ہے اور اسی اختلاف کی وجہ سے شبہ پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے حد ساقط ہو جائے گی اسی طرح اگر کسی نے محرم عورت سے نکاح کر لیا یا بیوی کی بہن سے نکاح کیا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس پر حد جاری نہ ہو گی خواہ اس کو نکاح کی حرمت کا علم ہو البتہ اس پت تعزیر جاری ہو گی۔

☆**لواطت یا ہم جنس پرستی:** کسی مرد کا جنسی تسکین کیلئے کسی بھی عمر کے مرد سے غیر فطری طریقے سے مباشرت کرنا ہم جنسی یا لواطت کہلاتا ہے قرآن مجید نے اس سے بے حیائی کہا ہے اور اس مرتکب کی مذمت کی ہے اس کی تحریم میں متعدد احادیث ہیں جن میں سے ایک یہ ہے:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے قوم لوط والا عمل کرنے والے پر لعنت کی ہے۔

آپ ﷺ نے یہ بات تین بار دہرائی:

فقہاء کا لواطت کی حرمت پر اجماع ہے اس کی دلیل صحابہ کرامؓ کا وہ اجماع ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس آدمی کے متعلق مشورہ طلب کیا تھا جس کے متعلق انہیں حضرت خالدؓ نے اطلاع دی تھی کہ وہ مردوں سے عورتوں کی طرح نکاح کرتا ہے حضرت علیؓ نے اسے جلانے کا مشورہ دیا تمام صحابہؓ نے اس پر اتفاق اور اجماع کیا

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضعر خالدؓ کو لکھا کہ اس شخص کو جلا دیا جائے۔

☆**حکم:** لواطت کی سزا کے بارے میں تین آراء ہیں:

لواطت کے مرتکب فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دیا جائے۔

ترجمہ: جسے تم عمل قوم لوط کرتے ہوئے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔

دوسری رائے یہ ہے کہ ہم جنس کو بھی زنا متصور کیا جائے اور ان پر حد زنا جاری کی جائے گی اگر مرتکب غیر شادی شدہ ہو تو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا۔ اگر شادی شدہ ہو تو اسے رجم کیا جائے گا امام ثوری اوزاعی امام شافعیؒ اور صاحبین میں امام ابو یوسف اور امام محمدؒ اس روایت ست استدلال کرتے ہیں:

ترجمہ: جب مرد، مرد کے پاس آئے تو وہ دونوں زنا کار ہیں۔

☆**مساحقت:** ساتھ مساحقت کرے تو وہ دونوں زانیہ ہیں

تمام فقہی مذہب کے فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ مساحقت حرام ہے اور اس کی مرتکب عورت پر حد نہیں ہو گی کیونکہ زنا کے لوازمات اس فعل میں موجود نہیں تاہم اس فعل شنیع پر تعزیر دی جائے گی

☆**جانوروں سے بدفعلی:** علامہ شوکانی نے نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ جانوروں اور چوپاؤں سے وطی کرنا حرام ہے کیونکہ وہ محل وطی نہیں ہیں اس کی حرمت پر فقہاء کا اتفاق ہے اس فعل بد کی سزا کے بارے میں فقہاء میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے یہ حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: ''جو چوپائے سے وطی کرے اسے اور چوپائے دونوں کو قتل کر دو''۔

☆**استمناء:** مرد یا عورت کا بغیر مجامعت کے مادہ منویہ کو ہاتھ یا دیگر کسی غیر مشروع طریقے سے خارج کرنا استمناء کہلاتا ہے فعل اسمناء کی مختلف صورتیں ہیں تمام صورتیں نہ صرف غیر اخلاقی بلکہ ممنوع اور حرام ہیں ہر صورت اخلاق عالیہ، حسن ادب شائستگی اور تقویٰ کے منافی ہے لہذا ہر انسان کو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

فقہاء کی اس فعل کے حکمکے بارے میں مختلف آراء ہیں مالکیوں اور شافعیوں کے نزدیک یہ فعل مطلق حرام ہے اور قابل تعزیر ہے ان کا استدلال اس آیت قرآنی سے ہے۔

ترجمہ: جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں سے یا کنیزوں جو ان کی ملکیت میں ہوتی ہیں کہ ان سے مباشرت کرنے سے انہیں ملامت نہیں جو اس کے علاہ کچھ چاہیں وہ حد سے بڑھنے والے ہیں اور جو امانتوں اور اقراروں کو ملحوظ رکھتے ہیں پس استمناء کرنے والا حد سے تجاوز کرنے والوں میں شامل ہے اور یہ معصیت ہے احناف اور حنابلہ کے نزدیک اسمناء حرام اور قابل تعزیر فعل ہے شریعت اسلامیہ میں یہ قابل تعزیر جرم ہے صحت کیلئے شدید مضر ہے کئی مرض مثلاً سلسل

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبرز پر رابطہ کریں
کاشف احمد 0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

البول کا باعث ہے نیز جنسی تسکین کیلئے یہ طریقہ غیر فطری ہے

☆ قابل تعزیر قذف: علامہ ابن ارشد اپنی مشہور کتاب ہدایۃ المجتہد میں لکھتے ہیں کہ:

''فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ جس قذف تراشی میں حد ووواجب ہے اس کی دو شکلیں ہو سکتی ہیں پہلی یہ کہ مجرم کسی پر زنا کی تہمت لگائے دوسری یہ کہ اس کے نسب کا
انکار کرلہذا قذف کے مرتکب پر اس وقت تک حد جاری نہ ہوگی جب تک اجرائے حد کی یہ شکلیں اور شرائط پوری نہ ہو جائیں۔

فقہاء کے نزدیک قذف کی اہم شرط یہ ہے کہ مقذوف معلوم ومعروف پاک دامن ہو صریح الفاظ میں فعل زنا کی تہمت لگائی گئی ہو پھر مقذوف اس پوزیشن میں ہو کہ
اس کے اس جرم کا صدور ممکن ہو نیز قذف نہ تو مشروط ہوا ور نہ ہی اسے وقت مستقبل سے مضاف کیا گیا ہو۔

☆ سب وشتم: بعض صورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ مجرم جن جرائم کا رتکاب کرتا ہے وہ حد قذف کے جرائم کی نوعیت نہیں رکھتے۔ چنانچہ مجرم مخاطب کو جوکلمات کہتا ہے نہ وہ قذف کے زمرے میں آتے ہیں اور نہ وہ قذف سے ملتے جلتے ہیں۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ قائل نے جس فعل کی نسبت دوسرے کی طرف کی ہے اس کی عار توہین آمیز اور اذیت ناک ہونے کا فیصلہ عرف وعادت کیمطابق کیا جائے اور یہ بات واضح ہے کہ مختلف زبانوں اور علاقوں میں عرف و عادت میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے ایک علاقے میں ایک بات متعارف ہوتی ہے اور دوسرے میں نہیں ہوتی ایک زمانے میں ایک بات عرف عام شامل ہوتی ہے لیکن دوسرے میں عام نہیں رہتی بالفرض بطور قاعدہ کلیہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو شخص بھی کسی دوسرے کو گالیاں دے خواہ ان کی نوعیت کیسی ہی ہو اسے تعزیری سزا دی جائے گی کیونکہ اس کا ارتکاب کیا ہے اس کا یہ فعل مخاطب کیلئے موجب اذیت بنا ہے۔

جرم زنا کے ثبوت کے لئے چاروں اقراروں کی شرط: حد زنا کے اثبات کے لئے ضروری ہے کہ مجرم چار مرتبہ اقا رکرے۔ چار بار اقرار کرنے کی شرط حنفی فقہا کے مسلک میں ہے۔ جبکہ امام شافعیؒ کے نزدیک چار بار اقرار کرنا شرط نہیں ہے۔ اور صرف ایک بار اقرار ہی کافی ہے۔ امام شافعیؒ کی دلیل یہ ہے کہ شریعت میں اقرار کو دلیل کی حیثیت اس لئے حاصل ہے کہ اس میں جھوٹ کے بجائے سچائی کی طرف رجحان پایا جاتا ہے۔ یعنی اس میں سچائی غالب ہے۔ کیونکہ کوئی شخص خود اپنے خلاف جھوٹ نہیں بولتا۔ اقرار صرف ایک بار کیا جائے یا اسے بار بار دہرایا جائے اس سے اقرار کی مذکورہ خصوصیات میں کچھ فرق نہیں ہوتا۔ اور تکرار سے خبر کی سچائی میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ حنفی فقہاء کہتے ہیں۔ کہ قیاس کا تقاضا تو وہی ہے جو امام شافعیؒ نے فرمایا لیکن ہم نے حدیث کے مقابلے میں قیاس کو چھوڑ دیا ہے۔ اور وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت ماعزؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جرم زنا کے ارتکاب کا اقرار کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا رخ انور ان کی طرف سے موڑ کر دوسری طرف کر لیا۔ اس طرح چار مرتبہ ہوا۔ اگر ایک بار کے اقرار سے حد ثابت ہو جاتی تو آپ ﷺ نفاذ حد کو چوتھے اقرار تک موخر نہ فرماتے۔ کیونکہ جب امام کے سامنے موجب حد ثابت ہو جائے تو امام اس کے نفاذ میں تاخیر کرنے کا مجاز نہیں ہوتا۔

دوسری حد میں اقرار کی تعداد:۔ حد قذف کے اثبات کے لئے ایک سے زیادہ اقرار بالا جماع شرط نہیں ہے۔ سرقہ شراب نوشی اور نشے کی حد کی اثبات کے لئے ایک سے زیادہ مرتبہ اقرار شرط ہے۔ یا نہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک شرط نہیں ہے اور امام ابو یوسفؒ کی رائے یہ ہے کہ جو حد اقرار سے انحراف کرنے پر ساقط ہو جاتی ہے۔ اس میں اقرار کی تعداد گواہوں کی تعداد کے مطابق ہونی چاہئے۔ فقیہ ابولیث نے ذکر کیا کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو مختلف جگہوں پر دوبار اقار کرنا ضروری ہے۔ امام ابو یوسفؒ کی دلیل یہ ہے کہ چوری، شراب، اور نشے کی حدود حد زنا کی طرح خالصتاً اللہ کا حق ہیں۔ اس لئے اقرار کی تعداد کے لئے استدلال گواہوں کے لئے شہادت کے نصاب کا نصف ہے۔ یعنی دو گواہوں کی شہادت۔ لہذا اقرار بھی دوبار ہونا چاہئے۔

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل یہ ہے کہ اقرار کے بار بار دہرائے جانے (تکرار) کی شرط نہ ہو کیونکہ اقرار کا مطلب ہے خبر دینا اور تکرار سے خبر میں اضافہ نہیں ہوتا۔ زنا کے باب میں چاروں اقراروں کا علم تو ہمیں حدیث سے ہوا ہے۔

کئی مجلسوں میں اقرار کی شرط: صحت اقرار کی شرطوں سے ایک شرط مجلسوں کی تعداد ہے۔ یعنی یہ کہ مجرم چار جلسوں میں اقرار کرے۔ چار مجلسوں میں فقہاء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ صحیح رائے یہ ہے کہ اقرار کرنے والے کی مجالس معتبر ہوں گی۔ امام حنفیہؒ سے بھی ایسی ہی روایت ہے کہ اقرار کرنے والے مجالس معتبر ہوگی۔ اس لئے نبی ﷺ نے حضرت ماعزؓ کی مجلسوں کا اعتبار کیا تھا۔ کیونکہ وہی ہر مرتبہ اقرار کرنے کے بعد مسجد سے باہر نکلتے تھے اور پھر مسجد میں لوٹ آتے تھے۔ جب کہ آپ ﷺ کی مجلس بدستور وہی رہی۔

عدالت کے سامنے اقرار:۔ ایک شرط یہ ہے کہ جرم کا اقرار عدالت کے سامنے کیا جائے۔ اگر کسی اور کے سامنے اقرار کیا گیا۔ ہو تو اسے تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے حضرت ماعزؓ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر اقرار کیا تھا۔ اگر قاضی کی مجلس (عدالت) کے بجائے کسی اور مجلس میں اقرار کرے اور گواہ اسکے اقبال جرم پر شہادت دیں تو ان کی شہادت قبول نہیں کی جائی گی۔ اس وجہ یہ ہے کہ اگر وہ (عدالت میں) اقرار جرم کرتا ہے۔ تو شہادت نے معنی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ فیصلہ تو

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0345 5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اقرار کی بنیاد پر ہو گا نہ کہ شہادت کی بناء پر اور اگر وہ (عدالت) میں انکار کرتا ہے۔تو اس کا انکار گویا اقبال جرم سے رجوع ہے۔اور حدود کے ضمن میں جو کہ خالص حقوق الہٰی ہیں اقرار سے رجوع کرنا جائز ہے۔

اقرار جرم ہوش وحواس کی حالت میں ہو:۔ زنا، سرقہ، شراب اور نشے کے جرم کے اعتراف کے لئے ضروری ہے کہ اقبال جرم کرنے والا مدہوش نہ ہو۔اگر اس نے مدہوشی کی حالت میں اقرار کی تو تسلیم نہ کیا جائے گا۔امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کی وجہ ہے کہ مدہوش اسے کہتے ہیں۔جس کی نشہ آور مشروب پینے کے بعد ایسی حالت ہوگی ہو کہ تھوڑا اور زیادہ میں تمیز نہ کر سکے۔ایسی صورت میں اس کی عقل حقیقی معنی میں زائل ہو چکی ہوتی ہے۔اور اس پر پردہ پڑ چکا ہوتا ہے۔البتہ اقرار کرنے والے کی ہوش وحواس کا قائم ہونا حد قذف اور قصاص میں شرط نہیں ہے۔کیونکہ قصاص تو خالصتہ لوگوں کا حق ہے اور حد قذف میں بھی لوگوں کا حق ہوتا ہے۔لہذا نشے کی حالت میں بھی اگر اقبال جرم کرے تو تسلیم کیا جائے گا۔اگر نشہ اترنے کے بعد ارتکاب جرم سے انکار کرے تو اس کا انکار کو اقرار سے رجوع تصور کیا جائے گا۔اور اقبال سے رجوع خالص حدود یعنی حد زنا، حد شراب اور قطع (بریدگی) کی حد سرقہ میں جائز ہے۔البتہ قذف اور قتل عمد کے ضمن میں اقبال سے رجوع (انحراف) تسلیم نہیں کیا جاتا۔

معترف کو ٹالنا اور کرید کر سوالات پوچھنا:۔

اگر کوئی شخص قاضی کے سامنے جرم زنا کا اعتراف کرے تو قاضی کو چاہئے کہ ناپسندیدگی کا اظہار کرے یا اسے بھگا دے، دوسری اور تیسری مرتبہ بھی قاضی ایسا ہی کرے ۔کیونکہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ماعزؓ کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا۔حضرت ماعزؓ سے اسی قسم کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''اعتراف کرنے والوں کو بھا دیا کرو''۔اعتراف کرنے والوں سے ہماری مراد جرم زنا کا اعتراف کرنے والے ہیں۔جب مجرم چار بار اقبال جرم کرے تو پھر قاضی اس کے حال پر غور کرے کہ آیا وہ صحیح العقل ہے۔یا اس کی عقل میں کوئی فتور ہے۔ایسے ہی آنحضرت ﷺ نے حضرت ماعزؓ سے ارشاد فرمایا تھا۔کہ تیری عقل میں کوئی فتور ہے یا تو پاگل تو نہیں ہو گیا۔پھر آپ ﷺ نے حضرت ماعزؓ کے قبیلے کی طرف آدمی بھیجا اور ان کی حالت معلوم کروائی۔جب یہ حقیقت معلوم ہوگئی۔کہ وہ صحیح العقل ہیں۔تو اس کے بعد آپ ﷺ نے ان سے زنا کی ماہیت اس کی کیفیت ارتکاب کی جگہ اور زرینہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔

0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم ایڈ ایم اے ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔